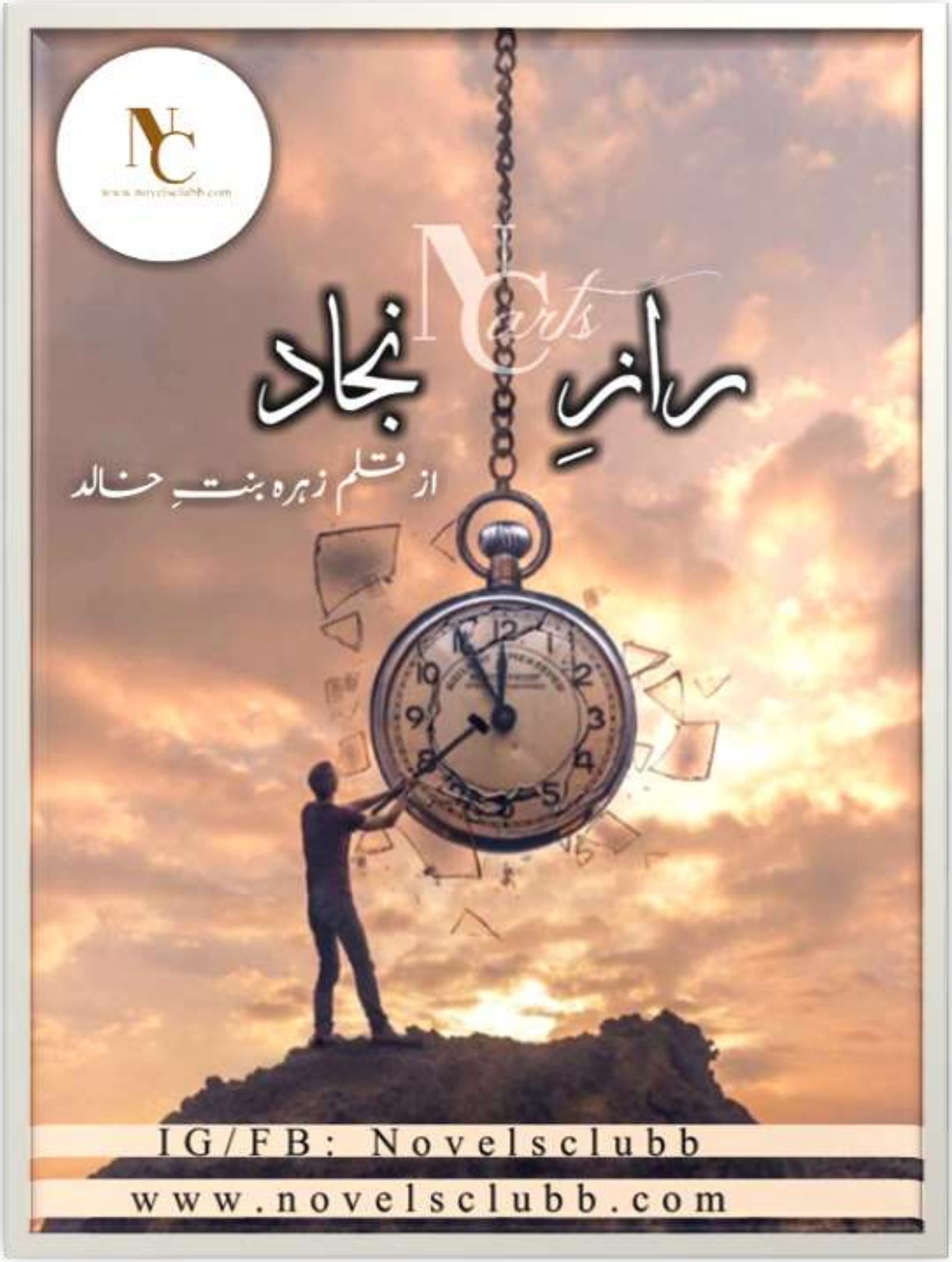
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

This novel contains scenes that depict violence, which may be distressing or triggering to some readers. These scenes are included to enhance the narrative and are not intended to glorify or trivialize violence. Reader discretion is advised.

www.novelsclubb.com

راز نجاد از زھرہ بنت خالد

قسط نمبر 8

"The first sparkle of love"

صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ کمرے سے نکلا تو مصفرہ کو لاؤنج میں بیٹھے پایا۔وہ لیپ ٹاپ لیے بیٹھی تھی اور نہایت توجہ سے کچھ دیکھ رہی تھی۔کمبل ابھی بھی ویسے ہی اپنے ارد گرد لپیٹ رکھا تھا۔بارش رک چکی تھی اور صبح کی مدھم مدھم روشنی سارے میں پھیلنا شروع ہو رہی تھی۔البتہ اب اس نے لیپ ٹاپ کھڑکی کے شیڈ پر رکھا ہوا تھا اور خود وہ اس طرح سے بیٹھی تھی کہ براق کی جانب اس کی پشت تھی۔وہ دھیرے دھیرے خاموش چال چلتا ہوا اس تک پہنچا جو کانوں میں ائیر پورڈ لگائے نہایت مگن سی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔وہ اس کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا تو سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ایک نظر لاؤنج

میں لگے کلاک پر وقت دیکھا اور دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر گھمانے پر اسے مصفرہ کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا۔ وہ صبح کے پانچ بجے کریمنل ڈاکومنٹیز دیکھ رہی تھی جس میں خون خرابے کے عجیب وغریب قسم کے سین موجود تھے۔اس نے آگے بڑھ کر لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کیا تو مصفرہ بری طرح چونکی اور اپنی جگہ پر گھومی۔ براق کو دیکھا تو گہرا سانس بھر کر سر جھٹکا۔وہ ایک لمحے کو ڈر گئی تھی لیکن پھر اس کی موجودگی میں وہ کیسے ڈر سکتی تھی؟

"تم پوری رات یہی سب دیکھتی رہی ہو؟"

مصفرہ کے ائیر پورڈ اتارنے پر براق کی جانب سے پہلا سوال آیا۔

"تم نے سو کر کون سا تیر مار لیا؟"

وہ نہایت بدمزہ ہوئی تھی اور براق ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا جو رات سے بالکل مختلف لگ رہی تھی۔ جیسے احساسات کا سارا سمندر اس نے راتوں رات اس بارش کے سنگ بہا دیا ہو اور دوبارہ سے وہی کٹھور مصفرہ بننے کا عہد خود سے کیا ہو۔ لیکن براق مرزا اس بار ایسا کچھ ہونے نہیں دے گا۔اس نے دل ہی دل میں خود سے

www.novelsclubb.com

ایک عہد باندھا۔۔ عہدوں کے اس چنگل میں پھنسے دونوں شخص اس بات سے ناواقف تھے کہ جیت کس کی ہونے والی ہے۔ کس کا عہد پورا ہو گا اور کسے عہد توڑنا پڑے گا۔ ویسے بھی براق نے اپنی موجودگی سے جو ڈراڑ مصفرہ کے خول میں ڈالی ہے، وہ مصفرہ ہزار عہدوں کو نبھانے کے باجود بھی پر نہیں کر سکتی۔

"کم از کم میں تمہاری طرح رات کے پانچ بجے عجیب و غریب ڈاکو منٹریز نہیں دیکھتا، جن میں فضول قسم کے قتل کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔"

وہ اس کی بات پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو صبح صبح ہی اس کے سر پر نازل ہو چکا تھا۔

"تو اس میں کیا غلط ہے؟"

اس نے ایسے حیران ہو کر پوچھا جیسے اس میں واقعی کوئی عجیب بات نہ ہو۔

"تم سچ میں پاگل ہو؟"

اس نے فکر منداں لہجے میں استفسار کیا جیسے اگر وہ ہاں بول دے گی تو اسے سچ مچ پاگل خانے میں داخل کروا آئے گا۔ اتنا اچھا تو تھا ویسے۔

"کیوں صبح صبح میرا دماغ کھا رہے ہو؟"

اس بار وہ چڑ کر بولی تھی اور صوفے سے اٹھ کر چپل پیروں میں اڑسائی۔اس کی آنکھیں رت جگے کی گواہی دے رہی تھیں۔دو راتوں سے مسلسل وہ جاگ رہی تھی۔براق نے اس کے پاؤں کی جانب دیکھا جس پر پٹی بندھی تھی۔

"تمہارا پاؤں کیسا ہے اب؟"

اس کی نظروں کے رخ پر مصفرہ نے اپنے پاؤں کی جانب دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ دو لفظی جواب دے کر وہیں کھڑی رہی۔دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو پہلے سے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔دونوں کی نگاہیں ملیں تو مصفرہ کو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی سرخی نظر آئی۔سرمئی آنکھیں اور ان میں بھی سرخی، گہری گھنی پلکیں، نفاست سے سیٹ ہوئی بیرڈ، گھنگرالے بال جو زیادہ تر ماتھے پر ہی بکھرے رہتے تھے اور اس کی ٹھوڑی پر ایک

چھوٹا سا تل۔ مصفرہ اسے آج بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سچ میں خوبصورت تھا۔ یا اسے لگا تھا۔

"تم سوئے نہیں؟"

مصفرہ نے اس کی آنکھوں کی سرخی کی وجہ سے سوال داغا۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔"

وہ کندھے اچکا کر نگاہوں کا طلسم توڑ گیا تھا۔ وہ کتنے غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کا ہر انداز دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ مصفرہ کی نظریں پہلے اس کی آنکھوں میں گئی تھیں، پھر اس کی پلکوں پر، پھر اس کے بالوں پر اور پھر شاید اس کے ٹھوڑی کے تل پر۔ اس نے نظروں کی ساری ہلچل بخوبی دیکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے سراپے میں کھوتا وہ اسے نماز کا بول کر باہر نکل گیا۔

یار یہ تم کو دیکھنے والے
آنکھیں کیسے پھیرتے ہوں گے

مصفرہ نے اس کی پشت دیکھی تھی اور پھر خود بھی لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ نماز پڑھ کر وہ دعا مانگتی ہوئی منسا کو اٹھنے کا بول کر خود وہ خالی الذہنی سے جائے نماز پر انگلیاں پھیرتی رہی اور محسوس ہی نہ ہوا کب وہ سو گئی۔

منسا جانتی تھی وہ رات کمرے میں نہیں آئی اس کا مطلب وہ سوئی ہی نہیں تو اسے اٹھانے کی بجائے وہ کچھ دیر اپنی والدہ سے بات کرنے کے بعد سات بجے کے قریب ناشتے کے لیے نیچے چلی گئی۔ براق نے سب کو آٹھ بجے تک آرام کرنے کی اجازت دی تھی لیکن روٹین کے مطابق سب فجر کے لیے اٹھ چکے تھے اور اس کے بعد تنگ آ کر سات بجے سب ٹیبل پر موجود تھے۔ ناشتہ آج منسا نے بنانے کی فرمائش کی تو سب نے حامی بھر دی۔ براق نے منسا سے مصفرہ کا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ نماز کے بعد جائے نماز پر ہی سو گئی ہے۔

"کیا میں اٹھا لاؤں؟"

منسا نے پراٹھا توے پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ حماس آملیٹ کے لیے پیاز کاٹ رہا تھا اور آنسوؤں سے آنکھیں بھری ہوئی تھیں۔ باہس برتن میز پر سجا چکا تھا۔

"نہیں وہ ساری رات نہیں سوئی۔۔ اسے آرام کرنے دو۔"

براق کی بات پر حماس نے اپنی نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آپ کو کیسے معلوم؟"

وہ اسے کبھی آپ کہتا تھا تو کبھی تم۔ عجیب ساتخنۃ تھا دونوں کا۔ کبھی وہ ڈرتا تھا اس سے۔ کبھی اسی کو تنگ کرتا تھا۔ براق لیپ ٹاپ پر اپنی کوئی آئی ہوئی ای میلز چیک کر رہا تھا۔

"خاموشی سے کام کرو۔"

اس کے سرد انداز میں کہنے پر حماس نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور ہاتھ میں پکڑی چھری اسے دکھائی تھی جسے براق نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں ناشتہ تیار ہو گیا تو سب ٹیبل پر آ بیٹھے تو تبھی مصفرہ بھی فریش سی سلام لیتی ٹیبل پر آگئی۔ مصفرہ اور براق کی نظریں ملی تھیں اور پھر وہ سب کی جانب متوجہ ہو گئی۔ وہ ایسے فریش تھی جیسے بالکل بھی دوراتیں نہ جاگی ہو۔ سب نے خاموشی سے ناشتہ شروع کیا۔

"افف منسا!! کیا پراٹھے بنائے ہیں تم نے۔ مما کی یاد آگئی۔"

حماس نے اپنے ازلی شوخ انداز میں کہا تو براق نے اسے بری طرح سے گھورا تھا۔ مصفرہ نے اس کی جانب دیکھا جو حماس کو گھورنے میں مگن تھا۔ منسا نے مسکرا کر شکریہ کہا تو حماس اس کی مسکراہٹ میں کھو گیا۔ باہس البتہ مکمل طور پر پراٹھوں کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

ناشتے کے بعد براق کسی کام سے باہر نکل گیا اور باقی سب پلین کے مطابق مشن پر کام کرنے لگے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورا دن یونہی گزر گیا۔ ان کے پاس فلوقت کوئی سرا موجود نہیں تھا۔ قریباً شام پانچ بجے کے قریب براق واپس لوٹا۔ سب بیسمنٹ میں ہی موجود تھے اور مشن کے نا جانے کونسے پہلو پر بحث کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ سیدھا نیچے ہی آیا تھا،اس لیے صبح والے حلیہ میں ہی موجود تھا۔سکائے بلیو ٹی شرٹ سے اس کے کسرتی بازو جھلک رہے تھے اور اس کے ساتھ نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔بال جو صبح اچھے سے سیٹ تھے وہ اب ماتھے پر لاپرواہی سے بکھرے پڑے تھے۔آنکھیں تھکاوٹ کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہی تھیں اور ہلکی ہلکی سرخی ان میں موجود تھی جو آنکھوں کو کچھ حد تک ہیبت ناک بنا کر پیش کر رہی تھی۔

"سر ہمارے بہت سے سوالات ہیں۔"

براق جب سلام کرنے کے بعد کرسی پر آ کر بیٹھا تو سب سے پہلے باہس گویا ہوا۔

البتہ مصفرہ نے ٹیبل پر پڑے شیشے کے جگ میں سے پانی کا گلاس بھر کر نا محسوس انداز میں اس کی جانب بڑھایا اور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ غور سے دیکھنے لگی جواب کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں بیٹھا تھا۔کسی احساس کے تحت اس نے آنکھیں کھولیں تو سیدھا مصفرہ کی بھوری آنکھوں سے ٹکرائی اور مصفرہ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔کچھ تھا ان نظروں میں جو اس کے دل کی رفتار بڑھا گیا تھا۔جس نے اس کے دل کو ایک بار رک جانے کے بعد دوبارہ سے

رفتار پکڑنے کی تلقین کی تھی۔کچھ خاص۔کچھ منفرد۔سیکنڈز کی گیم تھی اور پھر براق نے نظریں ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس پر جمالیں۔اس نے پھر ایک نظر مصفرہ کو دیکھا اور خاموشی سے پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔سب اس کے بولنے کا انتظار کررہے تھے۔

"پوچھو باہس!"

وہ اب کچھ نارمل لگ رہا تھا۔بالوں میں ہاتھ پھیرنے کے لیے جب بازو اوپر کیے تو اس کے کسرتی بازو نظروں کا مرکز بنے۔اس کے بازوؤں اور کلائیوں پر موجود بال مردانہ وجاہت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اسے پرکشش بنا گئے۔

"آرگنز کی سمگلنگ ہوتی ہی کیوں ہے؟میرا مطلب ہے اس کی وجہ کیا ہے؟"

باہس کے سوال پر سب براق کی جانب متوجہ ہوگئے۔اس نے بولنا شروع کیا تو شہر خوشاب کی فضاؤں نے تھم کر اسے سننا شروع کیا۔

"پوری دنیا کی کل آبادی میں آرگن ڈونیٹ کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن ہر ماہ لاکھوں کی تعداد میں آرگن ٹرانسپلانٹ کی ضرورت پیش آتی ہے۔اس

ضرورت کو پورا کرنے کے لیے غیر قانونی طریقے سے لوگوں کے مختلف حصوں کو نکال کر ریڈ مارکٹ میں مہنگے داموں میں بیچا جاتا ہے۔"

وہ مدھم مگر پراثر لہجے میں بول رہا تھا۔

"میں نے تو صرف گردوں کا سنا تھا لیکن جو جنگل میں دیکھا اس میں تو قریباً ہر آرگن نکلا ہوا تھا۔"

سوال اس بار منسا کی جانب سے تھا۔ براق نے ایک نظر سب کو دیکھا اور گویا ہوا۔

"پہلے پہل صرف گردے ہی اس بلا سے ہم کنار تھے! لیکن دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں باقی آرگن کی مانگ بھی زیادہ ہو گئی۔ لوگوں کے صحت کے مسائل زیادہ ہو گئے اور مارکیٹ میں دینے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہو گئی۔"

براق انہیں مکمل تفصیل سے جواب دے رہا تھا۔ ذہن کی گتھیاں آہستہ آہستہ الجھنے لگیں۔ مصفرہ کے چہرے پر عجیب سے الجھن آمیز تاثرات ابھرے جنہیں وہ چھپا نہ پائی۔

"پوچھو مصفرہ۔"

براق نے اس کی جانب اشارہ کیا اور اسے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ وہ اس کے ہر تاثر سے واقف تھا یا شاید اب ہو گیا تھا۔

"کیا یہ ٹھیک ہے؟ میرا مطلب۔ ایک انسان کی زندگی داؤ پر لگا کر کسی دوسرے انسان کی زندگی بچانا؟"

اس کا سوال بجا تھا۔ یوں ہی تو ہو رہا تھا۔ مختلف ملکوں سے غیر قانونی طریقے سے حاصل کیے گئے جسم کے اجزا کو ریڈ مارکٹ میں بیچا جاتا تھا اور پھر وہاں سے انہیں کئی طریقوں اور سازشوں کے ذریعے سفید کر کے مارکٹ میں اتارا جاتا تھا۔ لیکن اس سب میں سب سے زیادہ منافع انہیں لوگوں کا تھا جو اسے ریڈ مارکٹ میں بیچتے ہیں اور دوسرے نمبر پر ان لوگوں کا جو ان اجزا کی ٹرانسپلانٹ کرنے کی بنیاد پر لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں کماتے ہیں۔ جس میں سب سے مہنگی ترین ٹرانسپلانٹیشن گردے کی ہوتی ہے۔ پھر دل اور باقی تمام آرگنز کی۔ یہ کام اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ پوری دنیا کے ہر ملک میں سے آرگن ریڈ مارکٹ میں لا کر مہنگے داموں میں بیچے جاتے ہیں اور جس میں تیس سے چالیس پرسنٹ وہ ڈاکٹرز بھی

شامل ہوتے ہیں جو اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور انسانیت کی بھلائی کرنے کا عہد توڑ ڈالتے ہیں۔

"انہیں انسانیت کی بھلائی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ اس صورت میں درست ہوتا اگر تو ڈونیٹ کرنے والا انسان اپنی مرضی سے ڈونیٹ کرتا لیکن یہاں تو کئی مریضوں کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اپنے چھوٹے موٹے آپریشن میں وہ اپنا کوئی قیمتی آرگن گنوا آئے ہیں۔ کیونکہ انسان ایک گردے ایک پھیپھڑے، پتے اور کچھ مزید آرگنز کے بغیر زندگی آرام سے گزار سکتا ہے۔"

براق انہیں وہ سب کچھ بتا رہا تھا جو اب تک اس نے اس کیس کے لیے سٹڈی کیا تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ تھا اور نہایت توجہ سے اپنی بات سمجھا بھی رہا تھا۔

"یہ اگر ہر ملک میں غیر قانونی ہے تو کیسے اس کی سمگلنگ ہوتی ہے؟"

اس بار سوال حماس کی جانب سے تھا۔ وہ چاروں سوال کرنے والے تھے اور ان کے ہر سوال کا جواب اس واحد شخص کے پاس تھا جو عزیز محفل تھا۔

"ہر ملک میں نہیں۔ایران میں یہ غیر قانونی نہیں ہے۔اور جہاں تک بات رہی سمگلنگ کی تو یہ کوئی چھوٹی بڑی مارکٹ نہیں ہے۔یہ بہت وسیع مارکیٹ ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود ہیں جو انسانیت کے تمام درجات کو چھوڑ کر حیوانیت کی درجے پر فائز ہیں۔"

اب سب توجہ سے اسے سنتے ہوئے مزید سوال پوچھنے لگے۔وہ مشن کو بہتر طور پر کرنا چاہتے تھے۔لیکن اس کے لیے انہیں یہ معلوم تو ہونا چاہیے کہ وہ کس قدر بڑے پیمانے پر جنگ لڑنے جارہے تھے۔

"لیکن اس سب میں سب سے زیادہ منافع ہوتا کسے ہے؟"

سوال اب کی بار پھر مصفرہ کی جانب سے تھا۔

"ریڈ مارکٹ میں بیچنے والوں کو اور دوسرے نمبر پر ان ہسپتالوں کو جو ٹرانسپلانٹ کی ذمہ داری لیتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اس کے جواب سے وہ ابھی بھی مطمئن نہیں تھی۔اس نے گہرا سانس بھرا اور دونوں کہنیاں میز پر ٹکا دیں اور کچھ آگے جھک کر چاروں کی نگاہوں میں باری باری دیکھا۔

"ہم بہت قیمتی ہیں اور ہمارے آرگن بھی۔ ہمارا ایک گردہ صرف ایک گردہ اگر ہم کسی امریکی کو یا پھر باہر کے ملک میں لیگل طریقے سے بیچیں تو وہ چار سے لے کر دس لاکھ تک بکتا ہے۔ لیکن گردہ دینے والے کو صرف اس کا دس پرسنٹ ملتا ہے۔ بلکہ یہ چھوڑو۔۔ریڈ مارکٹ کے اندر صرف ایک انسان کے تمام آرگنز کی قیمت پینتالیس ملین ڈالر بنتی ہے جو پاکستانی روپے میں دیکھی جائیں تو کم و بیش بارہ ارب ترپن کروڑ اکیاسی لاکھ پچیس ہزار بنتی ہے۔"

اس کی بات کے آخر میں سب کے منہ اور آنکھیں ورطہ حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔وہ کندھے اچکا کر ان کے کھلے منہ دیکھنے لگا۔

"میں جا رہا ہوں اپنے گردے اور باقی چیزیں بیچنے۔اللہ حافظ !"

حماس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے یوں بولا جیسے وہ سچ میں جارہا ہو۔ لیکن براق کی ایک گھوری سے اس کی کینچی سی چلتی زبان تالو کو جا چپکی تھی۔

اس کے بعد مزید کچھ دیر وہ ایسے ہی سوالات اس سے کرتے رہے جن کے تسلی سے وہ جواب سناتا گیا۔اب انہیں کیس میں زیادہ دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کے بارے میں مکمل آگاہ نہ ہو وہ چیز اسے متاثر نہیں کرتی یا اس میں اس کی دلچسپی آہستہ آہستہ معدوم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تجسس بھرا ہو تو سارے سوالات کے جواب ہمیں دے دیے جاتے ہیں۔

اسی طرح ان کا ایک اور دن اختتام کو پہنچا تھا۔

==========

www.novelsclubb.com

وہ تیسری رات تھی جو اس نے جاگ کر گزاری تھی کیونکہ حماس کو براق کی جانب سے باہر جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔اس نے کل دوائی لانے کا وعدہ کیا تھا۔البتہ جب براق باہر سے آیا تھا تو مصفرہ کے پاؤں کے لیے مرہم لے آیا تھا اور سختی سے تلقین کی تھی کہ اسے وقت پر لگائے۔ساتھ ہی ساتھ منسا کو بھی یہ زمہ داری سونپی

تھی۔اتنی پرواہ کیوں کر کر رہا تھا وہ، یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا لیکن اسے مصفرہ کا خیال رکھنا اچھا لگ رہا تھا۔ایک انجانی سے خوشی اسے اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

کون دے گا سکون ان آنکھوں کو؟

میں کس کو دیکھوں کہ نیند آجائے؟

==========

کچھ دن تک وہ بس کیس کا کوئی مضبوط سرا ڈھونڈھنے کی تگ ودو میں تھے اور ساتھ ہی ساتھ جھنجھلائے ہوئے بھی۔کوئی مضبوط سرا ان کی پہنچ میں آ ہی نہیں رہا تھا۔ تبھی براق یکدم کمرے میں داخل ہوا تھا اور سانس بھرتا ہوا کہنے لگا۔

"ایک ہسپتال کے کیمروں تک رسائی چاہیے۔کیا تم یہ کام کر سکتی ہو منسا؟"

منسا نے فوراً اپنا رخ اپنے سامنے پڑے دونوں لیپ ٹاپ کی جانب کیا تھا اور انہیں لاگ ان کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ہسپتال کی ڈیٹیل بتائیں اور مجھے پندرہ منٹ دیں بس۔"

براق نے کچھ ضروری ڈیٹیل دیں اور سب اب منسا کے منتظر تھے۔ مصفرہ غور سے براق کو دیکھ رہی تھی جو پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا اور دوسری جانب باہس جنگل کے نقشے پر مغرب کے حصے میں کوئی نشان لگا رہا تھا۔ جبکہ حماس موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

"ڈن!!"

پورے تیرہ منٹ بعد منسا کی پرجوش سی آواز کمرے میں گونجی تو سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر منسا کی جانب متوجہ ہوئے۔ براق اور مصفرہ ایک ساتھ منسا کی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تو اس عمل پر دونوں کی نظریں ایک سیکنڈ کے لیے ملیں لیکن وہ نظروں کے زاویے بدل گئے۔ حماس اور باہس اس کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔ اب سب کی نظریں سامنے موجود دونوں لیپ ٹاپ پر تھیں۔ سب غور سے ہر ایک ریکارڈنگ دیکھنے لگے۔

"حماس اسے پروجیکٹر کے ساتھ کنیکٹ کرو۔"

براق نے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر منسا کے لیپ ٹاپ کو کمرے میں لگے پروجیکٹر سے منسلک کر دیا جو کہ براق کی کرسی کے پیچھے موجود تھا۔ کمرے کی تمام لائٹیں بجھا دی گئیں اور پھر مکمل توجہ سے پچھلے چند دنوں کی ریکارڈنگ دیکھی جانے لگی۔ کچھ گھنٹے اسی کام میں صرف ہو گئے۔ وہ پانچوں بہت چاک و چوبند تھے۔ اور ایک ایک باریکی نوٹ کر رہے تھے۔ ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے ڈسکس بھی کرتے رہے۔

"یہاں روکو۔"

منسا نے اس کے کہنے پر سکرین کو روکا تو براق نے لیپ ٹاپ اپنی جانب کیا اور کچھ سیکنڈ پیچھے گئے۔

"یہ تو ہسپتال کی بیسنٹ لگ رہی ہے۔"

باہس نے کہا تو براق نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ بیسمنٹ کا وہ کمرہ ہے جس میں کچھ ماہ پہلے آگ لگ گئی تھی۔یہاں پہلے ادویات رکھی جاتی تھیں لیکن اب آگ لگنے کے بعد یہ اور اس کے ساتھ والا کمرہ بنجر ہے۔ بالکل بھی استعمال میں نہیں۔"

براق نے غور سے سکرین کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"تو یہ تین لوگ باری باری جارہے ہیں اور پھر آ بھی رہے ہیں۔۔۔ایک ایک کر کے۔"

منسا نے سکرین پر گھورتے ہوئے کہا۔

"کمرے کے اندر کوئی کیمرہ نہیں ہے کیا؟"

اس بار سوال مصفرہ کی جانب سے تھا جس پر وہ کچھ پل کے لیے آنکھیں موند گیا اور اس پورے ہسپتال کا رٹا رٹایا نقشہ اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا۔

"وہاں کیمرہ ہوا کرتا تھا بائیں کونے میں، جہاں سے پورے کمرے کا منظر صاف نظر آتا تھا لیکن آگ لگنے کے بعد کیمرہ بند ہو گیا تھا۔اور چونکہ ہسپتال کا وہ سارا ایریا رسٹرکٹڈ تھا تو وہاں دوبارہ کسی ورکر کو جانے کہ اجازت بھی نہیں ملی۔"

براق نے کہتے ہوئے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں جیسے وہ کوئی خواب دیکھ کر حقیقت کی دنیا میں لوٹا ہو۔

"یہ تو بہت بڑی سازش لگ رہی ہے۔ کمرے میں آگ لگنا۔ پھر کیمرہ خراب ہونا۔ اس کے بعد پورے ایریا کو ہی بند کر دینا۔"

حماس بھی کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوا۔

"ہسپتال کس کے انڈر ہے؟"

اب کی بار سوال منسا کی جانب سے تھا جس کا جواب براق کی بجائے حماس نے دیا۔

"پہلے فاروق قریشی کے نام پر تھا اور ان کی ایک حادثاتی موت کے بعد ان کی بیٹی فریال قریشی کے انڈر آگیا ہے۔"

حماس کی بات پر مصفرہ کی نظریں براق پر گئی تھیں جو سامنے سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ اپنی سرمئی آنکھوں پر موجود مڑی ہوئی پلکوں کی بار اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ وہی ہے جس کا آپ نے بولا تھا کہ آپ کو شک ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ سب کے سامنے اسے عزت سے مخاطب کرتی تھی۔ان دونوں کی آپس میں جیسی بھی بات چیت ہو لیکن جب وہ چار لوگوں کے درمیان اس کی عزت میں کمی نہیں لاتا تو پھر وہ کون ہوتی ہے یہ کام کرنے والی۔

"ہاں۔"

اس نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر یک لفظی جواب دیا اور پھر دونوں کے دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔اس سے پہلے کہ لمحہ مبہوت طاری ہوتا، دونوں نے ایک ساتھ نظریں ادھر ادھر پھیریں۔ان کی یہ حرکت باقی تینوں سے چھپی نہ رہ سکی۔وہ دبی دبی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرنے لگے۔براق نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا جبکہ مصفرہ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس لبوں سے لگا چکی تھی۔

نظروں کی تپش ہوتی ہی ایسی ہے کہ وہ کچھ لمحوں میں اگلے انسان کو مبہوت کر دے۔اور پھر غضب یہ کہ جب سامنے والا ان نظروں کے مفہوم کی تشریح سے اچھے سے واقف بھی ہو۔زبان بولے یا نہ بولے۔دونوں انجان تھے کہ محبت کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کونپل جو دونوں کے دلوں میں پھوٹ چکی تھی وہ اس پر گھڑوں مٹی ڈال کر بھی اسے دبا نہیں پائیں گے۔ بلکہ کر جتنی مٹی ڈالیں گے، وہ اتنی زرخیز ہو گی۔

"اس میں تین لوگ ہیں۔ آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے یہی مجرم ہوں گے؟"

براق نے دوبارہ سے بات کا آغاز کیا تھا۔ اب کی بار اس نے مصفرہ کو دیکھنے سے گریز برتا اور کچھ ایسا ہی حال مصفرہ کا تھا۔ وہ بھی سامنے نظریں سکرین پر جمائے مگن لگ رہی تھی۔ البتہ دل کی رفتار ابھی بھی تیز تھی۔

"اس کمرے میں ایسا کیا ہے؟ پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے!"

حماس نے اپنی رائے پیش کی تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"منسا اور حماس! ایسا کرو کہ ان تینوں لوگوں کی کسی طرح سے شکلیں کلیئر کرنے کی کوشش کرو اور دیکھو، کہیں نا کہیں تو ان کا چہرہ آیا ہو گا۔"

براق نے اسے جواباً حکم دیتے لہجے میں کہا تھا۔ وہ دونوں سر ہلا گئے۔

"کل تک کا ٹائم ہے۔ مجھے ان تینوں کی مکمل تفصیلات چاہیے اور باہس تمہیں جو کام دیا تھا وہ مکمل ہو گیا؟"

وہ اب باہس کی جانب متوجہ تھا۔

"جی سر ہو گیا۔ کل سے بذات خود میں جنگل میں جا کر اس سرنگ کا پتھر ہٹوانے کی کوشش کروں گا اور میرے اندازے کے مطابق اس سرنگ کے اندر سے ہی کوئی رستہ نکل رہا ہے جو کسی دوسرے رستے سے ملاپ ہونے پر ایک مضبوط پناہ گاہ کا کام بھی کر رہا ہے۔"

باہس نے اپنا تمام کام مکمل کر لیا تھا اور اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا۔ جس سرنگ کے باہر انہیں وہ لاشیں ملی تھیں، وہ اسی سرنگ کے پتھر کو ہٹوانے کی تگ و دو میں مصروف تھا۔

"ٹھیک ہے اکیلے مت جانا۔ میرے دو سپاہی تمہاری مدد کے لیے موجود ہوں گے۔"

براق نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"جیسا آپ کہیں۔"

باہس کے کہنے کے بعد وہ اب مصفرہ کی جانب مڑا تھا۔

"حماس نے ساری ڈیٹیل بتادیں؟"

براق کے بعد مصفرہ ہی سارے مشن کے فیصلے لینے کے حق رکھتی تھی۔ وہ اپنے طور پر اور اپنے ذرائع کے ذریعے ابھی تک کافی مدد لے چکی تھی۔

"جی بتادیں اور میں نے کیس کے رسک کو لے کر بھی جانچ پڑتال کی ہے۔"

وہ بالکل پروفیشنل لہجے میں جواب دے رہی تھی عین براق کے مطابق۔

"ٹھیک ہے! اس کی ایک فائل صبح تک تیار کر کے مجھے دے دینا۔"

وہ بھی اب سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ کوئی اسے دیکھ کر یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ پتھر جیسی ٹھوس اور سخت شخصیت رکھنے والا شخص مصفرہ کے سامنے ایک عام سا نرم اور ٹھنڈا مزاج رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ مصفرہ خود بھی حیران تھی۔ یہاں تک کہ براق بھی۔

پھر رات کے کھانے کے بعد چائے پی گئی اور سب اپنے اپنے کمروں کی جانب روانہ ہو گئے۔ چونکہ آج میڈیکل سٹور سے دوا نہیں ملی تھی تو آج کی رات بھی اسے ایسے ہی جاگنا تھا۔ پھر وہ لیپ ٹاپ لیے بیٹھ گئی اور براق کو صبح پیش کرنے والی فائل

تیار کرنے لگی۔اپنے کمرے میں اسے منسا کو تنگ کرنا مناسب نہیں لگتا تھا،اس لیے وہ کئی دنوں سے لاؤنج میں ہی پائی جاتی تھی۔

معمول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا

نیندیں میرے وجود کی اک شخص لے گیا

=======

رات کے تین بجے کے قریب وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی بیٹھی ہی نیند کی آغوش میں قید ہو گئی تھی۔شاید چار دنوں کے بعد کچھ گھنٹوں کے لیے ہی سہی لیکن نیند کی دیوی کو اس پر ترس آ گیا تھا۔

براق فجر کی نماز کے بعد کمرے سے نکلا تو لاؤنج کے ٹیبل پر کئی کاغذات کا ڈھیر دیکھا۔اور ایک صوفے پر وہ دبکی بیٹھی تھی بلکہ نہیں شاید سو گئی تھی۔جامنی رنگ کی کھلی سی اوور سائزٹی شرٹ کے نیچے اس نے کھلے پانچوں والا سیاہ ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔وہ اب ایسے ہی اول جلول حلیے میں گھومتی تھی۔براق کو یاد آیا جب وہ اسے

دیکھتا تھا تو کیسے وہ سر سے پاؤں تک بہترین ملبوسات پہنے ہوئے ہوتی تھی جو اسے نہایت مضبوط اور بہادر ظاہر کرواتے تھے۔ کیونکہ انسان کی پرسنالٹی سے ہم بہت سی چیزیں خود بخود اخذ کر لیتے ہیں۔ صبح کے اجالے کی ننھی ننھی کرنیں کھڑکی سے چھن کر اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، جن کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ایسی نہیں ہے جیسا خود کو دکھاتی ہے۔ وہ بہت سے زخم، بہت سی باتیں، بہت سے حادثات اپنے اندر دبا کر پھر رہی ہے اور اب جب اسے کندھا مل رہا تھا تو وہ آہستہ آہستہ کتاب کے ہر پنے کی طرح اس پر کھلتی جا رہی تھی۔

لیکن کتاب کے اختتام تک نا جانے مصفرہ میں اتنے راز اپنے اندر دفن کرنے کی ہمت رہے گی یا نہیں۔ کیونکہ جب مضبوط لوگوں کا ضبط ٹوٹتا ہے تو وہ ترس کھانے کی حد تک کمزور پڑ جاتے ہیں۔

بس اسی وجہ سے براق نہیں چاہتا تھا وہ جذبات کی روانی میں، وہ حقیقت اسے بتائے جو چند سالوں سے اس کے اندر ابلتے لاوے کی طرح پک رہی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر اس کے صوفے کے بالکل قریب پہنچا تھا لیکن پھر بھی دونوں کے درمیان ایک معقول فاصلہ موجود تھا۔ وہ اپنی حدود کو اچھے سے پہچاننے والا مرد تھا۔ مصفرہ کے چہرے پر بکھرے سرخ بال اس کی ستوہ ناک تک آرہے تھے۔ بالوں کا جو ڈھیلا سا جوڑا اس نے رات کو کیا تھا، وہ اب بکھر کر کندھے اور گردن پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ براق اس کے سوئے ہوئے سراپے میں مکمل کھو جاتا، اس کی نظر مصفرہ کے بائیں بازو پر گئی جہاں کہنی سے اوپر والے حصے پر کچھ نشان تھے۔۔۔ جیسے پرانے زخموں کے ہوتے ہیں۔ وہ حصہ ہمیشہ اس کے شرٹ کے بازؤں کے نیچے چھپا ہوتا تھا لیکن آج وہ جس انداز میں صوفے پر آڑھی ترچھی لیٹی تھی، اس کے بازو پر وہ نشان واضح نہ سہی لیکن نظر ضرور آرہے تھے۔ براق کے آبرو تن گئے۔

وہ قریب سے ان زخموں کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن اسے مناسب نہ لگا اور نہ ہی اس کی غیرت نے اجازت دی۔ تبھی وہ سر جھٹک کر پیچھے کی جانب قدم بڑھا گیا۔

وہ اپنے کام سے باہر نکل گیا لیکن اب اس کے دماغ میں مزید واہموں نے ڈیرہ ڈال لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ تو ایسا ہے جو اسے واقعی معلوم نہیں۔ جو اس نے مس کر دیا۔ اب اس کا دماغ اس پر تیزی سے کام کر رہا تھا۔ دل کہہ رہا تھا کہ جانچ پڑتال نہ کرے، مصفرہ جب خود بتائے اس وقت کا انتظار کر لے۔ لیکن دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ سب معلوم کر لے۔ اس سے پہلے کے دل و دماغ میں ایک بھاری جنگ چھڑتی، اسے ایک کال موصول ہوئی جس کے بعد وہ کیس کے حوالے سے مصروف ہو گیا۔

ضروری نہیں کہ ہر بات کی تصدیق بھی ہو
وہ جو نزدیک نظر آتا ہے نزدیک بھی ہو

تم اگر صاحب رائے ہو تو لازم تو نہیں
تم جسے ٹھیک سمجھتے ہو وہ ٹھیک بھی ہو

==========

کچھ دنوں سے وہ سارے کیس کے سلسلے میں بہت زیادہ سر کھپا رہے تھے۔انہیں دو لوگوں کا معلوم ہو گیا تھا۔ لیکن تیسرا ماسک میں لپٹا چہرہ اور سر پر کیپ پہنے شخص کی شکل کہیں بھی، کسی بھی کیمرے میں واضح نہیں تھی۔ابھی بھی وہ پانچوں میٹنگ روم میں تھے جو کہ بیسمنٹ میں ہی واقع تھا اور سر براہی کرسی پر براق دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے،انگوٹھے لبوں پر جمائے۔۔وہ گہری سوچ میں مبتلا حماس اور منسا کو باری باری سن رہا تھا۔ مصفرہ اور باہس بھی پین ہاتھوں میں پکڑے الجھے سے تاثرات کے ساتھ سب دیکھ اور سن رہے تھے۔پھر ان کی بات ختم ہونے پر جب پروجیکٹر پر تینوں کے چہرے ابھرے تو حماس اور منسا اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ان دونوں میں بھی کافی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔حماس چاہے جتنا بھی مزاحیہ ہو لیکن کام کے وقت وہ مکمل سنجیدہ ہوتا تھا اور منسا اس بات سے کافی حد تک متاثر بھی ہوئی۔۔وہ درمیان میں کوئی نا کوئی چٹخلا چھوڑ دیتا تھا لیکن جلد ہی دوبارہ سنجیدہ ہو جاتا تھا۔

ان کے خاموش ہونے پر براق اپنی جگہ سے اٹھا اور کرسی کو ایک طرف کر کے دونوں ہاتھ ٹیبل پر جما کر وہ ان کی طرف گھوما۔اب پراجیکٹر پر کوئی اور سلائیڈ چل رہی تھی۔

سب براق کی بات کرنے کے منتظر تھے۔

"دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو ہر کام خود کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔"

اس کی بات پر سب مزید اس کی جانب متوجہ ہوئے جو ہر حد تک سنجیدہ تھا۔مصفرہ اب کی بار کچھ بہتر حلیے میں موجود تھی اور آج رات تو چند گھنٹوں کی نیند بھی مل گئی تھی۔

"اگر کوئی سبزی بھی بیچ رہا ہے تو اس سے پہلے وہ کسی منڈی یا بازار سے خود بھی وہ سبزی خرید کر لایا ہوتا ہے۔اسی طرح منڈی یا بازاروں میں آنے والی سبزی یا پھل بھی کہیں نا کہیں سے پہلے آتا ہے۔اور وہ لوگ بھی مختلف فارم سے پھل یا سبزی لیتے ہیں۔یہ ایک پورا سائکل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح دنیا میں ہونے والے ہر اچھے برے کام کا ایک سائکل ہوتا ہے۔اور ہر سائکل کو چلانے والا ایک لیڈر ہوتا ہے۔شاید آپ لوگوں نے سنا ہو،اسے ایلفا کہتے ہیں یا پھر باس!!"

وہ سب کو باری باری نظروں میں رکھے بول رہا تھا لیکن جانے انجانے میں وہ مصفرہ کو کم دیکھ رہا تھا جس سے مصفرہ اچھے سے واقف تھی۔

"ہر لیڈر کی طاقت مزید دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔جسے دائیاں اور بائیاں بازو کہتے ہیں۔یہ بھی سن رکھا ہوگا۔تو ہمیں اگر لیڈر تک پہنچنا ہے تو اس کی طاقت کو پہلے کمزور کرنا ہوگا۔"

وہ سوچ بچاری کے بعد لفظ چن چن کر بول رہا تھا۔اس کے چپ ہونے پر مصفرہ گویا ہوئی۔

"مطلب ہم اس کے دائیں،بائیں بازو کو کاٹیں تو وہ کمزور ہو جائے گا؟"

وہ سمجھ کر بولی تھی تو براق نے اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔پھر وہ ٹیبل سے دونوں بازو اٹھا کر سیدھا کھڑا ہوا اور اپنے دونوں

ہاتھوں کو سینے پر باندھ لیا، جس سے اس کے کسرتی بازو منظر پر آئے تھے۔ چونکہ اس نے پولو شرٹ کے ساتھ فارمل پینٹ پہن رکھی تھی تو وہ آج کچھ زیادہ خوبرو لگ رہا تھا۔

پھر اس نے مڑ کر سکرین کو دیکھا تو سب سکرین کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ہمیں ابھی تک تین لوگوں کا کلیو ملا ہے۔ مجھے معلوم ہے یہ کام کے بندے ہیں۔"

براق نے کہا تو سب سر ہلا گئے۔ وہ کل ہسپتال جا کر سارا رسٹرکٹڈ ایریا چوری چھپے دیکھ کر آیا تھا اور اسے کچھ بھی غیر معمولی نظر نہیں آیا۔ اس کا مطلب تھا کہ سامنے والا بہت شاطر اور تیز دماغ تھا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ہی ایک لیڈر ہو اور باقی دو اس کے دائیں اور بائیں بازو؟"

باہس نے سوال کیا تو جواب براق کی بجائے حماس نے دیا۔ وہ بھی کافی سے زیادہ عقلمند تھا۔ ایک سے بڑھ کر ایک دماغ اس مشن میں شامل تھا۔

"ہو سکتا ہے!! لیکن تینوں ایک ساتھ منظر پر آنے کی غلطی نہیں کر سکتے۔"

حماس کی بات پر سب نے یکجا اثبات میں سر ہلایا۔

"حماس ٹھیک کہہ رہا ہے۔ لیکن چلو فرض کر لیتے ہیں ان میں سے کوئی ایک باس ہے تو وہ کون ہو گا؟ یہ ہم صرف فرض کریں گے۔تاکہ اس کے مطابق پلین ترتیب دے سکیں۔"

براق نے کہا تو سب باری باری سکرین پر موجود تین لوگوں کی شکلیں دیکھنے لگے۔ جس میں فریال قریشی، ماسک مین اور اکبر شامل تھا۔سب نے فریال کو بولا تھا لیکن مصفرہ خاموش رہی۔

"مجھے لگتا ہے ماسک مین!"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا تو براق اسے دیکھنے لگا۔وہ جانتا تھا وہ عقلمند ہے۔ اس نے ایسے ہی نہیں بولا ہو گا، کچھ سوچ کر ہی بولا ہو گا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"

اس کا انداز سنجیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ وہ سب سے آخر پر کمرے میں داخل ہوا، پھر سب سے پہلے کمرے سے نکلا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاور رکھتا ہے۔"

مصفرہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔ براق کسی سوچ میں غرق ہو گیا۔ لیکن حماس نے جواباً کہا۔

"یہ تینوں کے تینوں ہی پاور رکھتے ہیں تو ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے۔"

وہ فریال کو دیکھ چکا تھا۔اور جیسی وہ عجیب لگی تو اسے لگ رہا تھا وہی لیڈر ہو گی۔اس کی بات پر مصفرہ نے پھر کہنا شروع کیا۔

"اکبر اور فریال۔ان دونوں کی تفصیلات آپ لوگوں کو کافی آسانی سے مل گئیں لیکن ماسک مین کا نام تک معلوم نہ ہو سکا؟ تو میرے مطابق جو سب سے زیادہ چھپتا ہے وہی سب سے زیادہ رازوں سے واقف ہوتا ہے۔"

اس کی بات پر براق پھر خاموش رہا۔وہ کچھ نہ بولا۔وہ دونوں طرف کی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا۔

"وہ اس لیے کہ اکبر اور فریال اسی ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔اور کبھی کبھی جو باس ہوتا ہے وہ خود پر اچھائی کا خول چڑھا کر رکھتا ہے تا کہ کسی کو اس پر شک نہ ہو۔جو زیادہ چھپتے ہیں ان پر شک بھی زیادہ جاتا ہے۔"

اس بار مصفرہ کو جواب دینے والا باہس تھا۔مصفرہ اب کی بار خاموشی سے بیٹھ گئی لیکن وہ مطمئین نہیں تھی۔اس کی چھٹی حس کہتی تھی کہ وہ ایلفا یا باس ماسک مین ہی ہو سکتا ہے اور مصفرہ مغل شروع سے اپنے احساسات کے معاملے میں سچی ثابت ہوتی تھی۔براق کچھ لمحوں کی سوچ بچار کے بعد گویا ہوا۔

"میں آپ میں سے ہر ایک کی قابلیت پر یقین رکھتا ہوں۔آپ چاروں ایک سے بھر کر ایک ہیں اور میرے لیے آپ سب کی رائے خاص ہے۔لیکن فوج نے جو سکھایا ہے اس کے مطابق زیادہ لوگوں کی رائے کو اہمیت دی جانی چاہیے لیکن جیسا میں نے پہلے ہی کہا میرے لیے ہر ایک کی رائے معنی رکھتی ہے۔"

پہلے وہ سب کو دیکھ کر بول رہا تھا اور آخر پر وہ مصفرہ کو دیکھ کر بولا تو وہ سر جھٹک گئی۔

"اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دو پلین ترتیب دیں گے۔پہلے پلین میں فریال قریشی کو ایلفا کے طور پر رکھیں گے اور پلین بی میں ہم ماسک مین کو ایلفا رکھیں گے۔پہلے ہم پلین اے پر کام کریں گے اور ضرورت کے وقت پلین بی پر شفٹ ہو جائیں گے۔"

اس کی بات پر سب نے اثبات میں سر ہلایا لیکن منسا گویا ہوئی

"سر لیکن حماس نے بولا کہ تینوں ہی پاور رکھتے ہیں۔تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایلفا وہ اکبر نکل آئے۔ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں اور کبھی کبھی سائیڈ کریکٹر بھی ولن نکل آتے ہیں۔"

منسا کی بات میں دم تھا اور مصفرہ کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی۔

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے منسا۔ہمیں تین پلین بنانے چاہیے۔تاکہ ضرورت کے تحت ہم کسی بھی پلین پر شفٹ ہو سکیں۔"

مصفرہ نے اپنی رائے پیش کی تو براق نے تعمیل میں سر ہلا دیا۔جو ملکہ کا حکم!!

"تو ٹھیک ہے۔اب ہم تین پلین ترتیب دیتے ہیں۔پہلے والے پلینز کو شامل کرتے ہیں۔"

براق کے کہنے پر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور براق نے ایک بڑا سا کاغذ اپنے سامنے پھیلا لیا۔وہ سب باری باری اپنی اپنی رائے پیش کرتے گئے اور سب سے زیادہ بہتر رائے مصفرہ کی جانب سے تھی کیونکہ وہ یہ کام کرتی رہی تھی۔حماس جبکہ ہمیشہ سے کسی نا کسی کے انڈر کام کرتا رہا تھا تو وہ پلین ترتیب دینے میں تھوڑا کمزور تھا لیکن براق نے سب کی رائے کو اہمیت دی تھی۔

کمرے پر اگر نظر دوڑاؤ تو ٹیبل کے عین وسط میں چارٹ پیپر پھیلا تھا جس پر جگہ جگہ چزیں ہائی لائٹ تھیں اور اس کے ارد گرد سب کے لیپ ٹاپ کھلے تھے۔اور وہ پانچوں کبھی ٹیبل پر جھکتے تو کبھی لیپ ٹاپ پر۔براق درمیان میں کھڑا تھا اور اس کے دائیں بائیں مصفرہ اور حماس۔جب کے حماس کے ساتھ ہی باہس اور باہس کے سامنے مطلب مصفرہ کے ساتھ ہی منسا کھڑی تھی۔سب سنجیدہ سے تھے جیسے وہ کام کے وقت ہوا کرتے تھے۔

"اب اتنا ہم مزاجِ غم یار کون ہے
میری طرح کا اور طرحدار کون ہے

تاریخ ہے تو وہ بھی تمہاری لکھی ہوئی
اب تم بتاؤ گے ہمیں غدار کون ہے

اندازہ مت لگایئے بس بیٹھ جایئے
خوشبو بتائے گی پسِ دیوار کون ہے"

کئی گھنٹوں کی لگاتار محنت اور سر کھپائی کے بعد اب وہ سکون سے لاؤنج میں آ کر بیٹھے تھے۔ کھانا کھایا گیا اور اب منسا چائے بنانے گئی تھی۔ اس کے آنے کے بعد سب پھر سے مشن پر بحث کرنے لگے۔

"ہمارے پاس وقت کچھ کم ہے۔ یہ برائی دن بہ دن جڑیں مضبوط کرتی جارہی ہے تو اس لیے کل سے ہی پلین اے پر کام شروع کرنا ہوگا۔"

براق کی بات پر سب نے سر ہلایا۔

"اب یہ تہہ کر لو کہ ڈاکٹر فریال کے پاس کون مریض بن کر جارہا ہے؟ لیکن جانا تم تینوں میں سے کسی ایک کو پڑے گا۔ کیونکہ مجھے تو وہ جانتی ہے اور حماس کی بھی ایسی فیلڈ ہے کہ کہیں نا کہیں وہ جانتی ہوگی۔"

براق کی بات پر تینوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ مصفرہ یا باہس میں سے کوئی کچھ بولتا، منسا نے فوراً بولا تھا۔

"میں جاؤں گی۔"

باقی چاروں نے اسے دیکھا تو وہ مسکرا کر معصومیت سے آنکھیں مٹکا گئی جس پر مصفرہ سمیت باقی تین بھی مسکرا دیے۔ عجیب معصوم سی بندی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کسی بھی وقت ہمیں تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہسپتال کے سیکیورٹی کیمروں کے لیے اور بہت سے دوسرے کاموں کے لیے۔ تو میرا نہیں خیال تم ٹھیک رہو گی۔"

حماس نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے منع کر دیا تھا۔ براق بھی اس کی بات سے متفق تھا۔

"میں چلا جاتا ہوں؟"

باہس نے ہاتھ اٹھایا جیسے کسی سوال کا جواب دینا ہو اور اسے جواب معلوم ہو۔

"اوہ پلیز باہس! ہم اچھے سے جانتے ہیں تمہاری ایکٹنگ کتنے گرے ہوئے درجے کی ہے۔"

منسا نے چہرے کے عجیب عجیب زاویے بناتے ہوئے بات کی تو سب ہنس دیے۔

"یاد ہے نا مصفرہ؟ جب ٹریننگ کے دوران ہم پہاڑ پر موجود تھے اور رسی سے الٹا لٹک کر دوسری طرف جانا تھا؟ تب اس نے کیسے جھوٹے آنسو بہائے تھے۔"

وہ ہنستے ہوئے مصفرہ کو یاد کروانے لگی تو مصفرہ بھی سر ہاں میں ہلاتی ہنس دی۔ براق نے معمول کے مطابق اسے ہنستے دیکھا تو دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔ حماس جو اس کے بغل میں بیٹھا تھا، اسے کہنی مار کر متوجہ کر گیا۔ جس پر وہ چونک کر آبرو اچکاتا اپنی سرمئی آنکھوں سے حماس کی سبز آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تم میری بہن کو ایسے نہیں گھور سکتے۔ میں غیرت کے نام پر تمہاری آنکھیں نکال سکتا ہوں۔"

حماس نے کچھ کچھ گھورتے ہوئے اسے بولا تو براق تو حیرت کے سمندر میں ایسا غوطہ زن ہوا کہ اس کی سرمئی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور لب بھی کچھ حد تک وا ہو گئے۔ مطلب وہ براق کو۔۔۔ براق مرزا کو دھمکی دے رہا تھا؟؟ یہ کب ہوا۔ اور بہن؟؟ یہ کیا بکواس ہے۔۔

"زبان کو لگام دو نہیں تو کھینچ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دوں گا اور یہ مصفرہ تمہاری بہن کب سے بنی؟؟"

وہ حجرے زدہ ہی تو تھا،اس لیے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے اس کی طرف جھک کر دبے دبے غصے سے چیخا تھا۔وہ تینوں ان دونوں سے الگ یہ ڈیسائیڈ کر رہے تھے کہ کون مریض بن کر جائے گا۔اور ادھر دونوں بھائی ایک دوسرے کو دھمکیوں پر دھمکی دے رہے تھے۔

"قریباً ایک ہفتہ اور کچھ دن پہلے۔وہ اب میری بہن ہے اور خبردار جو تم نے اسے ایسے گھورا تو۔"

حماس بھی ڈبل گھوریوں سے اسے نواز رہا تھا۔ہلکا ہلکا ڈر تو اسے لگ رہا تھا۔۔۔اس سے ایسے بات کرتے ہوئے لیکن بہن کا رشتہ اب شاید ڈر سے زیادہ عزیز ہو رہا تھا۔

"میرے ساتھ زیادہ بکواس نہ کر اور شکل گم کر! اپنا یہ بھائی چارہ اس کے سامنے دکھانا۔"

وہ اسے گھور کر سیدھا ہوا تھا اور حماس نے اس کے انداز پر ناک منہ سکوڑا تھا۔

مطلب ایک تو چوری اوپر سے سینا زوری۔

"تو پھر کیا طے پایا؟"

براق نے انہیں متوجہ کیا تو وہ تینوں فوراً متوجہ ہوئے۔سب کے ہاتھوں میں اپنے اپنے چائے اور کافی کے مگ تھے۔

"مصفرہ جا رہی ہے۔کیونکہ باقی اندر کے کام ہم دیکھ لیں گے۔اور ویسے بھی اس میں کافی کانفیڈنس ہے تو ہمیں یقین ہے یہ کر لے گی۔"

منسا نے اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو براق نے مصفرہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بلا کا سکون تھا۔جیسے اسے پرواہ ہی نہیں کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے۔جیسے اسے فرق ہی نہ پڑ رہا ہو۔

"مصفرہ تم کر لو گی؟"

براق نے اسے متوجہ کیا جو نا جانے اپنے چائے کے مگ میں کیا تلاش کر رہی تھی۔

"جی میں کر لوں گی۔یقین رکھیں!"

وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور اسے تسلی بخش لہجے میں جواب دے گئی۔

"ہمیں تم پر یقین ہے۔"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ اسے یقین ہے وہ کرلے گی۔اسے یقین ہے وہ پر کام کر سکتی ہے۔ اسے یقین ہے وہ ہر حالت میں سروا ئیو کرنا جانتی ہے۔اسے یقین کے وہ اس کا بھروسہ کبھی نہیں توڑے گی۔اور وہ یہ بھی کہنا چاہتا کہ وہ اسے لے کر فکرمند ہے۔وہ اس کے لیے پریشان ہے۔لیکن وہ کچھ نہ کہہ پایا۔

کچھ باتیں صرف دل کی حدود میں ہی رہتی ہیں۔شاید ان کے کہنے کا وقت گزر جاتا ہے اور پھر وہ باتیں، کسی پچھتاوے کی مانند دل میں دب جاتی ہیں۔اور 'کاش' بن جاتی ہیں کہ کاش اس وقت وہ سب بول دیا ہوتا۔کاش یہ باتیں آج تک دل کی حدود میں نہ رہتیں۔کاش! لیکن کاش تو پھر تاحیات رہتے ہیں نا؟!

کچھ دیر مزید براق اسے چھوٹی چھوٹی چیزیں بتاتا رہا کہ کس طرح وہ پلین کو لے کر چلنے والے تھے۔وہ سب بتاتا رہا اور اس کے بعد سب اپنے کمروں میں آرام کے لیے چلے گئے۔

حماس نے مصفرہ کو گولیاں لادی تھیں جن کو بیچ راستے میں براق نے دیکھ لیا تھا۔ اس کے پوچھنے پر حماس نے جواب دیا کہ وہ اس کے پاؤں کے لیے ڈاکٹر نے دوا دی

ہے لیکن شاید وہ بھول گیا تھا کہ براق نے قریباً ڈیڑھ سال تک ڈاکٹر کے طور پر اپنا کردار ادا کیا تھا اور اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ مصفرہ کو کونسی بیماری ہے۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں تھا۔

یہی بات یاد کرتے ہوئے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ آنکھیں کھولنے پر بھی مصفرہ کا عکس اس کے سامنے تھا۔ جو کبھی اداس سی تھی تو کبھی خاموش خاموش۔ کبھی تم تنہا وہ کسی ریسٹورینٹ میں بیٹھی تھی۔ تو کبھی وہ خاموشی سے اپنے لیپ ٹاپ پر جھک کر کام کر رہی تھی۔ کبھی وہ پتھر کی مورت بنے سامنے والے کو سرد نگاہوں سے گھور رہی تھی۔ تو کبھی وہ بارش میں بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ کبھی وہ مسکرا رہی تھی تو کبھی وہ منسا کو گلے لگا رہی تھی۔

اس نے کافی دیر بعد اپنے ذہن کو جھٹکا اور خود کو کوستے ہوئے بتی گل کرتا سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اب تو دشمن کی اداؤں پہ بھی پیار آتا ہے

تیری الفت نے محبت میری عادت ہی کر دی۔

=======

سبز مائل آنکھوں میں سرد سے تاثرات تھے۔وہ اپنے سامنے موجود شخص کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔منہ پر ہمیشہ کی طرح ماسک تھا۔اور پی کیپ سے بال بھی ڈھکے ہوئے تھے۔وہ خوبصورت نہ سہی لیکن پرکشش ضرور تھا لیکن جن کاموں میں وہ ملوث تھا۔ان کاموں کے عوض اسے انسانیت کے درجوں پر نہیں رکھا جا سکتا۔اپنے سامنے موجود لڑکے کی بات وہ غور سے سن رہا تھا لیکن آنکھوں کا سرد پن۔۔۔سفاکی اور لاپرواہی ظاہر کر رہا تھا۔

"مالک مجھ سے غلطی ہو گئی مالک۔مجھے معاف کر دیں۔بس ایک آخری موقع دے دیں مالک۔میں کسی طرح آپ کے نقصان کی بھرپائی کر دوں گا۔"

جب لڑکے نے بولنا ختم کیا تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور گھٹنوں پر بیٹھے اس لڑکے کو دیکھا جو سر جھکائے ہوئے تھا۔آس پاس موجود گارڈز بھی نگاہیں جھکائے کھڑے تھے۔ان کی نگاہیں اٹھتی بھی تو سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے شخص تک اٹھتی تھیں۔ لیکن پالتو کتوں کی طرح اپنے مالک کے حکم پر وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔

"مجھے بک بک کرنے والے لوگ بہت زہر لگتے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ سفاک انسان اس کے سامنے کھڑا ہوا جس کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔ وہ رو بھی رہا تھا اور خوف سے کانپ بھی رہا تھا۔ شاید وہ اپنے انجام سے واقف تھا۔

اس نے ہاتھ ایک گارڈ کی جانب بڑھایا تو اس کا سرخ و سپید ہاتھ اپنے سامنے دیکھ کر ایک پل کو وہ گھبرایا اور پھر فوراً پیچھے مڑ کر اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دی۔

اس نے آگے بڑھ کر دیے گئے بچھو کو پیار سے سہلایا تھا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ سے سامنے موجود لڑکے کے بال اتنی شدت سے پکڑے کے وہ کراہ کر رہ گیا۔

اس شخص کی نظریں اٹھیں تو اس کی سبز مائل آنکھوں میں گئیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ غور کرتا ایک ہلکے بھورے رنگ کا بچھو اس کے منہ پر موجود تھا۔ وہ ڈر سے چیخنے لگا اور کچھ سیکنڈز کا کھیل تھا کہ بچھو نے اس کی دونوں آنکھوں میں اپنا ڈنگ مار دیا۔ وہ تکلیف اور اذیت سے کراہنے لگا۔ دماغ نے فوراً زہر کو بھانپا تو درد کے سگنل آنکھ تک پہنچ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھ سوجھنے لگی اور پھر اس کی

آنکھوں سے بیش بہا پانی بہنے لگا۔اس کی دیکھنے کی صلاحیت کمزور ہوتی گئی اور وہ تڑپتا ہوا زمین پر لیٹ گیا۔اپنی آنکھوں کو تھامے وہ جلن سے مر رہا تھا۔

جبکہ وہ بچھو اپنے مالک کے ہاتھ پر واپس سے پہنچ چکا تھا، جسے وہ بڑے پیار سے سہلا رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ اس کا بچہ ہو۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے واپس اسی گارڈ کو پکڑا دیا۔ وہ پالتو بچھو تھا اور جانتا تھا جس کو کاٹنا ہے اور کس کو نہیں۔یہی نہیں بلکہ وہ دنیا کی سب سے خطرناک بچھوؤں کی نسل میں سے ایک تھا، جو کبھی کبھار انسان کی موت کا بھی سبب بن سکتا تھا۔وہ Arizona bark scorpion کے نام سے جانا جاتا تھا۔

کچھ دیر جب وہ لڑکا درد سے زمین پر بلکتا اور کراہتا رہا تو وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور دوسرے گارڈ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔اب کی بار اسے ایک ہتھوڑا پکڑایا گیا۔اس کا دوسرا بڑا اجزا، جس سے وہ جانا جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اب تم پر ترس آرہا ہے۔کیسے کر رہے ہو اتنی تکلیف برداشت ؟؟ چچچچ۔۔۔
چلو تمہیں اس تکلیف سے آزاد کر دیتا ہوں۔"

اس کی آواز میں صاف طور پر سفاکی واضح تھی۔سرد پن اتنا تھا کہ باقی سب کی ریڑھ کی ہڈی میں بھی سنسناہٹ دوڑ گئی۔

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے ہتھوڑا اٹھا کر اس کے دماغ کے سب سے کمزور حصے پر مارا تھا جو کہ سر کی پچھلی سائیڈ تھی۔پھر ایک کے بعد ایک وار کرتا وہ کوئی سائیکو پیتھ لگ رہا تھا۔لڑکا تو کب کا ختم ہو چکا تھا لیکن اس نے اسے اتنا مارا کہ اس کی شکل کے زاویے بھی خون میں لت پت ہو گئے۔اس کا دماغ ایک طرف سے کھل گیا اور یہاں تک کے اس کے خود کے ہاتھ اور منہ اور کپڑے بھی خون سے بھر چکے تھے۔
اس کی سفاکی پر کمرے میں موجود باقی گارڈز کے پسینے بھی چھوٹ گئے تھے۔دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے لیکن خوف نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔آخر تھک ہار کر اس نے ہتھوڑا زمین پر زور سے پھینکا تھا اور اس لڑکے کی لاش کو ٹانگ سے پڑے کرتا کمرے سے نکل گیا۔اس کے جانے

www.novelsclubb.com

کے بعد سب نے جھکے ہوئے سر اٹھائے اور ایک دوسرے کو ہراساں نظروں سے دیکھا اور سامنے کا منظر ابکائی لینے پر مجبور کر گیا۔اب انہیں ہی یہ سب صاف کرنا تھا اور لاش کو ٹھکانے لگانا تھا۔اتنے سالوں سے یہی سب تو کرتے آئے ہیں۔اس سے پہلے وہ لاش کے پاس جاتے، وہ دوبارہ کمرے میں آیا۔اس بار اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔سب نے واپس نظریں جھکا لیں۔

وہ جھک کر اس لاش کے پاس آیا۔اسے سیدھا کیا اور اس کی خون آلودہ شرٹ کو پھاڑ کر اس کے تن سے الگ کر دیا۔وہ زندگی سے بے گانہ تھا، کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکا۔پھر نہایت سفاکی سے اس نے دل کے مقام سے لے کر ناف تک وہ چاقو ایسے چلایا کہ کوئی چپس کا پیکٹ کھول رہا ہو۔اس کے بعد دائیں طرف سے بائیں طرف بھی ویسے ہی چاقو احتیاط سے چلایا کہ اندر کے اجزا خراب نہ ہوں، بس اوپر والی ماس کی تہہ اتر جائے۔پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا جسم کھولا۔ایک ایک کر کے چاقو سے اس نے ہر اجزا نکالا۔وہ بالکل ایکسپرٹ کی طرح کام کر رہا تھا۔

باقی سر جھکائے کھڑے رہے۔وہ جانتے تھے اسے اپنے پسندیدہ کام میں کسی کی مداخلت پسند نہ تھی۔

کچھ دیر کے اندر اندر ایک طرف زمین پر دو گردے، دو پھیپھڑے، ایک جگر اور ایک دل موجود تھا۔اور دوسری طرف اس شخص کی لاش اس حالت میں تھی کہ دیکھنے والا ابکائی ضرور لیتا۔وہ فاتحانہ مسکراہٹ ماسک کے پیچھے لیے جب اٹھا تو خود بھی اس کا انگ انگ خون میں ڈوبا ہوا تھا۔اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو خون میں لپٹے تھے۔اس کا دل چاہا وہ اپنی خون سے لپٹی انگلیاں چاٹے لیکن وہ ماسک اتارنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

"یہ اجزا مجھے اڈے پر پہنچادو اور اس لاش کو ٹھکانے لگادو۔"

وہ نہایت سفاکی سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔سب نے گہری سانس بھر کر نظریں اٹھائیں تو سامنے موجود منظر کو دیکھ کر وہ بس مشکل سے خود کو سنبھال پائے۔وہاں اس کے دماغ کے ساتھ ساتھ جسم کی آنتیں بھی بکھری ہوئی تھیں۔ خون پورے کمرے میں پانی کی طرح پھیلا ہوا تھا اور اس کی گردن شاید ہتھوڑے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے واروں سے ٹوٹ گئی تھی تبھی ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی۔وہ چاہے جتنی بار بھی ایسے منظر دیکھ چکے ہوں لیکن۔۔۔۔تھے تو انسان ہی نا۔۔۔سامنے کا منظر کسی کو بھی ابکائی لینے سے لے کر بے ہوش کرنے تک کی صلاحیت رکھتا تھا۔وہ ایک دوسرے کو ہراساں نظروں سے دیکھتے ہوئے لاش کی جانب بڑھ گئے۔کیونکہ اس کے علاؤہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔وہ یہاں چاہے اپنی مرضی سے آئے تھے لیکن وہ اب 'سکارپیو' کی مرضی کے بغیر یہاں سے جا نہیں سکتے تھے۔

اس کا نام آج تک کوئی نہیں جانتا تھا۔بس اس کے پالتو بچھو کی وجہ سے سب اسے 'سکارپیو' کے نام سے جاننے لگے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ریڈ مارکیٹ میں وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔

سوال ہوتا ہے کہ قاتل کون ہے؟

جواباً کہو!!

"قاتل کا دل ہے پتھر کا ٹکڑا

جس میں نہیں کوئی شفقت کا لہجہ "

" قاتل کا ہاتھ ہے خوف کا سایہ
جس میں نہیں کوئی رحم کا چہرہ"

==========

آج وہ پورا دن ہسپتال میں اپنی ناموجود گردے کی درد کی وجہ سے ایڈمٹ رہی تھی۔ یہ تھی اس ہسپتال کی مینجمنٹ۔اس کے کچھ ٹیسٹ لیے گئے تھے اور پورا دن ہسپتال میں ایڈمٹ رکھنے کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ کل ٹیسٹ کی رپورٹ لینے آجائے۔ وہ جیسے ہی ہسپتال سے نکلی تو اسے اندازہ ہوا کہ اسے راستہ معلوم نہیں ہے۔ براق اور حماس اسے ٹریس کر رہے تھے اور منسا کی وجہ سے ہسپتال کے کیمروں سے اس پر مکمل نگرانی رکھی گئی تھی۔

کسی کو اس پر کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ کانوں میں پہنا وہ چھوٹا سا ائیر پیس اسے بند محسوس ہوا۔ اس نے گہری سانس بھر کر ہسپتال کے باہر قدم رکھا اور براق کو فون کیا۔ وہ دوسری جانب کہیں مصروف سا تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہوگا۔

دوسری جانب براق کسی ارجنٹ کام کے سلسلے میں جنگلات میں گیا ہوا تھا جہاں باہس موجود تھا۔ باہس ہی نے اسے وہاں بلایا تھا اور پھر انہیں وہاں اس سرنگ کے پیچھے حقیقتاً ایک راستہ ملا تھا لیکن زمینی راستہ۔ جہاں سے صرف چل کر جایا جا سکتا تھا۔ کوئی گاڑی وغیرہ وہاں آ جا نہیں سکتی تھی۔ ہاں مگر وہ مسلسل حماس کے ساتھ فون پر موجود تھا اور اس کی پل پل کی خبر رکھے ہوئے تھا۔

جب فون پر کال آتی دیکھی تو اس نے ڈرائیونگ کی سپیڈ آہستہ کر دی۔ وہ گھر کی جانب ہی جا رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے حماس نے بتایا تھا کہ مصفرہ کو ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ اور اب اس کی کال دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔

کال اٹھاتے ہی اس کی پریشان سی آواز گونجی تھی۔

"کدھر ہو؟؟"

اس کا انداز بالکل بیویوں والا تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی براق کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"تمہارے دل میں!"

اس کی مسکراتی آواز کو سن کر وہ چونکی تھی۔دوسری جانب براق گاڑی ہسپتال کی جناب بڑھا چکا تھا۔

"You wish!"

وہ ناک منہ پھلا کر بولی تو براق پھر سے مسکرادیا۔اس کے جاندار ڈمپل خوبصورتی سے اس کے چہرے پر ناچنے لگے۔

دوسری جانب اب اتنے زیادہ لوگوں کو دیکھ کر مصفرہ پریشان ہو رہی تھی۔اسی لیے بس وہ آج یہاں نہیں تھی آنا چاہتی۔ اسے باہر جانے میں مسلئہ نہیں تھا،اسے یہ مسلئہ تھا کہ باہر لوگ ہوتے ہیں۔اور اوپر سے شہر بھی انجان تھا۔اس چیز سے

بہت فرق پڑتا ہے۔اسے اپنا آپ پھر سے دس سال پہلے والی مصفرہ لگا جو اکیلی انجان شہر کی گلیوں میں گھومتی ہوئی ڈرپوک سی لگ رہی تھی۔

"براق مجھے لینے آجاؤ۔مجھے ایسے لگ رہا سب مجھے ہی دیکھ رہے ہیں۔"

وہ کچھ حد تک کنفیوز سی بولی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ہسپتال کے سامنے موجود سڑک پر آگئی۔

"میں آرہا ہوں۔تم ادھر ہی رکو۔"

اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔

"پلیز۔۔۔۔جلدی آجاؤ۔"

اس بار پھر اس کے سامنے دس سال پہلے والی مصفرہ کا عکس لہرایا تھا۔وہ انجان شہروں میں آکر کیوں اتنی بزدل ہو جایا کرتی تھی۔یا شاید وہ براق کے سامنے کمزور پڑ جاتی تھی۔

"تمہیں کچھ چاہیے تو نہیں؟"

اس نے اس کی کنفیوز سی آواز کو سنتے ہوئے پوچھا تھا۔فون سپیکر پر تھااور سٹرینگ پر فون کی روشن سکرین پر "ریڈلیڈی "لکھا نظر آرہا تھا۔

"صرف تم۔"

وہ گہرے سانس بھر کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی تھی۔لیکن اس جواب پر براق کولگااس کی سانسیں تھمی ہیں۔جیسے اس کی گاڑی کے ساتھ ساتھ دل نے بھی رفتار پکڑی ہو۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ مدھم مگر گہرے لہجے سے گویا ہوا۔لبوں پر مسکراہٹ پہلے سے زیادہ پر کشش اور گہری تھی۔

"دوبارہ بولو۔"

اس کی مدھم اور پراثر آواز پر مصفرہ کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"میرا مطلب ہے کہ تم آجاؤبس۔"

مصفرہ نے کہہ کر جھٹ سے فون رکھ دیا تو براق ہلکا سا سر جھٹک کر ہنس دیا۔وہ محفوظ ہوا تھا،اس کے اس انداز پر۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ براق کو دیکھتے ہی وہ سیکنڈ کے دوسرے حصے میں ہی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ براق نے گاڑی آگے بڑھادی اور اس کی جانب پانی کی بوتل بڑھائی جو وہ رستے میں سے اس کے لیے لایا تھا۔ اس نے فٹ سے ایک ہی سانس میں آدھی بوتل پی لی اور باقی کے دو گھونٹ بھر کر وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئی۔ وہ کیوں ہو رہی تھی اتنی پریشان ؟؟ دس سال پہلے کا ماضی اس کی آنکھوں میں فلم کی طرح چل رہا تھا اور اس کے اعصاب ہر گزرتے لمحے کمزور پڑتے جا رہے تھے۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی، اس لئے گہرے سانس بھرنے لگی۔ براق اس کا ہر ہر انداز نوٹ کر رہا تھا۔ بالا آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"تم ٹھیک ہو مصفرہ؟"

اس کی آواز پر مصفرہ نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے کندھے ریلیکس ہوتے گئے۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب پر سکون ہونے لگے۔ اس کے ہونے سے وہ خود کو کتنا محفوظ تصور کر رہی تھی۔ وہ اسے بتلا نہ پائی۔

براق اس کے پر سکون ہوتے اعصاب کو دیکھ کر کچھ نہ بولا۔وہ سمجھ گیا تھا جو وہ چھپانا چاہ رہی تھی۔ کسی ایک پوائنٹ پر یکدم آپ کو اپنا ماضی کا ڈرامہ ہٹ کرتا ہے۔اور یہ وہی پوائنٹ تھا۔ لیکن اب وہ پر سکون ہو رہی تھی۔ براق باہر نظریں جمائے ڈرائیو کرتا رہا اور وہ پورا رستہ بغیر پلکیں جھپکے بس اسے دیکھتی رہی اور سوچتی رہی۔

وہ مضبوط اتنی تھی کہ دنیا سے بھی لڑ سکتی تھی لیکن کمزور اس قدر ہے کہ وہ فقط ایک خواب سے ڈر جاتی ہے۔جانتے ہیں کونسا خواب..؟؟

وہ خواب جس میں ایک شہزادی سے اس کا شہزادہ چھین لیا جاتا ہے۔

وہ خواب جس میں آپ اِس شہزادی کا ہاتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ بہت بہادر ہے۔۔۔!!

بہت مضبوط...!!

لیکن کچھ رشتوں کے معاملے میں تو کانچ سے بھی نازک تھی۔اتنی نازک کہ ایک خراش سے بھی ٹوٹ کر بکھر جائے۔اتنی حساس جتنا ایک جادوگر اپنے طوطے کے بارے میں ہوتا ہے۔۔۔ وہ طوطا جس میں اسکی جان قید ہوتی ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

اور جانتے ہیں۔۔۔!!

اس سب کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اسے ایک سہارے کی ضرورت تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔!!

بالکل بھی نہیں۔۔۔!!

بلکہ صرف اس لیے کہ اسے محبت ہو گئی تھی۔

کوئی دقت نہیں اگر وہ تمہیں الجھا سا لگتا ہے

وہ پہلی بار ملنے پر سب کو ایسا ہی لگتا ہے

www.novelsclubb.com

اور ضروری نہیں کہ ہم ساتھ ہیں تو کوئی چکر ہی ہو

میں اُسکی دوست ہوں اور مجھے وہ بس اچھا لگتا ہے

===========